تبلیغی جماعت اور مولانا طارق جمیل
سے
سوال نمبر ۱

تبلیغی جماعت کے مشہور مبلغ مولانا طارق جمیل کے خطاب (پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد۔ پنجاب) کی آڈیو کیسٹ ایک جگہ سُنی، اس خطاب میں دیگر بہت ساری باتوں کے علاوہ ایک بات یہ بھی کہی کہ "تبلیغی جماعت والوں کے پاس ایک کتاب ہوتی ہے وہ پڑھو، اس میں کوئی ایسی بات ہو تو ان کو پکڑو"۔

اس سے قبل تبلیغی جماعت کے کسی رکن یا مبلغ کا ایسا مطالبہ سامنے نہیں آیا، یہ پہلا موقعہ ہے کہ مولانا طارق جمیل کی خواہش ہے کہ ان کی کتاب میں کوئی ایسی بات نظر آئے تو ان کو پکڑو، اس سے پہلے تو تبلیغی جماعت کا یہی طریقہ دیکھنے میں آیا تھا کہ اپنی سناتے تھے، ان کے سامنے علماء دیوبند یا تبلیغی نصاب یا کتاب فضائل اعمال کی کوئی بات کہی جائے تو لاتعلقی اور بے رغبتی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ علماء کی باتیں ہیں، ہم تو صرف سیکھنے کے لئے آئے ہیں، اور پھر دبے لفظوں میں آہستہ سے کہہ دیتے ہیں " **سکھانے کے لئے بھی** "۔

مولانا محمد زکریا سہارنپوری سابق امیر تبلیغی جماعت کے مرتب کردہ "تبلیغی نصاب" میں ان کا ایک رسالہ "فضائل دُرود" بھی شامل تھا، بعد میں یہ رسالہ نصاب میں سے خارج کر دیا گیا (کیونکہ لوگ اس میں سے سوالات کرتے تھے)، اور پھر اس کا نام "فضائل اعمال" رکھ دیا گیا اور آجکل یہی فضائل اعمال کتاب تبلیغی جماعت کے پاس ہوتی ہے۔

مولانا زکریا صاحب نے فضائل درود میں کئی ایک حکایات درج کی ہیں، ان میں حکایت نمبر ۴۲ پر حضرت شیخ شبلی بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ایک واقعہ درج کیا ہے کہ آپ ہر نماز کے بعد سورۃ توبہ آخری آیت پڑھ کر تین مرتبہ "صلی اللہ علیک یا محمد" پڑھا کرتے تھے، اس عمل کو نبی کریم ﷺ نے پسند فرما کر خواب میں اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ مکمل حکایت کا عکس نیچے دے دیا گیا ہے، حکایت بالکل درست ہے، اس حکایت کو مشہور محدث امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "القول البدیع" میں بھی درج فرمایا ہے۔

حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۲۴ھ)، حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارکہ سے کئی سو سال بعد اور کئی سو میل دور بغداد (عراق) میں "صلی اللہ علیک یا محمد" پڑھا کرتے تھے، مولانا طارق جمیل اور تبلیغی جماعت سے سوال یہ ہے کہ کیا پاک و ہند میں کئی سو سال بعد اور کئی سو میل دور سے بھی "صلی اللہ علیک یا محمد" یا "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ" پڑھنا جائز ہے؟ یا شرک ہے؟ اگر بغداد میں پڑھنا شرک نہیں تو پاکستان میں پڑھنا شرک کیوں کہا جاتا ہے؟ اور اسے بناوٹی اور بریلوی درود کیوں کہا جاتا؟

پریشانی کے وقت "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" پڑھنے کے بارے میں تبلیغی

جماعت کے ذمہ دار رکن مولانا احتشام الحسن کاندھلوی نے بھی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات میں جائز لکھا ہے، یاد رہے کہ یہ مولانا احتشام الحسن کاندھلوی وہی ہیں جن کا ایک ایک رسالہ ''مسلمانوں کی پستی کا واحد علاج'' تبلیغی فضائل اعمال کے آخر میں لگا ہوا ہے۔

ایک سوال یہ بھی ہے کہ تبلیغی جماعت والے اس درود شریف کو اپنی مساجد میں کیوں نہیں لکھتے؟ اگر کسی مسجد میں لکھا ہو تو تبلیغی جماعت والے اپنے ساتھی پٹھان تبلیغیوں کو یہ کیوں کہتے ہیں کہ بدعتیوں کی مسجد ہے؟

۴۲- علامہ سخاویؒ، ابوبکر بن محمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہدؒ کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ ان کو دیکھ کر ابوبکر بن مجاہدؒ کھڑے ہوگئے ان سے معانقہ کیا، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلیؒ کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضورؐ کی خدمت میں شبلیؒ حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر سورۃ تک پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ پڑھتا ہے۔ ابوبکرؒ کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد شبلیؒ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درود پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا۔ ایک اور صاحب سے اسی نوع کا ایک قصہ نقل کیا گیا ہے۔ ابوالقاسم خفافؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ، ابوبکر بن مجاہدؒ کی مسجد میں گئے۔ ابوبکرؒ ان کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ ابوبکرؒ کے شاگردوں میں اس کا چرچا ہوا۔ انہوں نے استاذ سے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں وزیر اعظم آئے ان کے لیے تو آپ کھڑے ہوئے نہیں، شبلیؒ کے لیے آپ کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کے لیے کیوں نہ کھڑا ہوں جس کی تعظیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود کرتے ہوں۔ اس کے بعد استاذ نے اپنا ایک خواب بیان کیا اور یہ کہا۔ رات میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ کل کو تیرے پاس ایک جنتی شخص آئے گا، جب وہ آئے تو اس کا اکرام کرنا۔ ابوبکرؒ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے دو ایک دن کے بعد پھر حضو قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی حضور (ا علیہ وسلم نے خواب میں ارش رمایا کہ اے ابوبکر اللہ تمہارا بھی ایسا ہی اکرام ف

وَفِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَبْصَارِ (القرآن)

ترجمہ: اور ان کے واقعات میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

غوثِ اعظمؒ

یعنی

غوثِ اعظم قطب الاقطاب امام الاولیاء شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی زندگی کے مختصر حالات، ضروری ہدایات اور صحیح تعلیمات

مرتّبہ

حضرت مولینا محمد احتشام الحسن کاندھلوی

ناشر ⊙ تبلیغی کتب خانہ ⊙ لاہور

عملِ کشائش

ابو الفرح ابن جبارؒ نے بیان کیا کہ میرے شیخ محمد بزاز قطیعی نے بیان کیا ہے کہ جب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر کوئی صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے:

اغثنی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں آہستہ سے یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی
واظلم فی الدنیا وانت نصیرتی
وعار علی راعی الحمیٰ وھو فی الحمی
اذا ضاع فی البیداء بعیری

یعنی کیا مجھے بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے جب کہ آپ کا تعلق میرے لیے ذخیرہ آخرت ہے اور کیا میں بھی دنیا میں ظلم و ستم کیا جاؤں گا جب کہ آپ میرے معاون و مددگار ہیں؟ یہ امر تو نگہبان کے لیے باعث عار ہے کہ اس کے گلہ میں ہوتے ہوئے اس جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔

ان ابیات کے پڑھنے کے بعد آپ درود شریف کی کثرت کرتے تھے۔ اس عمل کی برکت سے آپ پر سے اللہ تعالیٰ اس صدمہ اور آفت کو دور فرما دیتا تھا اور آپ اپنے مریدین کو بھی مصیبت اور آفت کے وقت اس عمل کی تلقین
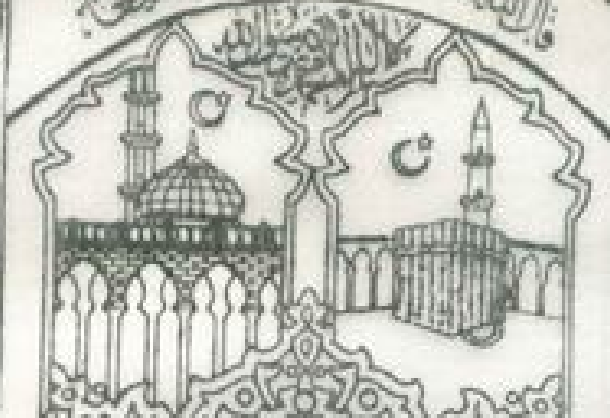
قال اللہ تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مسلمانوں کی
موجودہ پستی کا واحد علاج
حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلوی
خواجہ محمد اسلام

نصیر بک ڈپو حضرت نظام الدین نئی دہلی

لکھتا ہوں تو صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا لکھتا ہوں۔ (بدیع) ؎

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

(۳۵) ابو حفص سمرقندیؒ اپنی کتاب رونق المجالس میں لکھتے ہیں کہ بلخ میں ایک تاجر تھا جو بہت زیادہ مالدار تھا اس کا انتقال ہوا اس کے دو بیٹے تھے۔ میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہو گیا۔ لیکن ترکہ میں تین بال بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا، تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کر لیں چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم حضورؐ کا موئے مبارک نہیں کاٹا جا سکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور یہ مال سارا میرے حصے میں لگا دے۔ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لئے۔ وہ ان کو اپنی جیب میں ہر وقت رکھتا اور بار بار نکالتا ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہو گیا۔ جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہٗ سے دعا کیا کرے (بدیع) نزہۃ المجالس میں بھی یہ قصہ مختصر نقل کیا ہے لیکن اتنا اس میں اضافہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے سارا مال لے لیا تھا بعد میں فقیر ہو گیا تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور حضورؐ سے اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ حضورؐ نے خواب میں فرمایا او محروم تو نے میرے بالوں میں بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے ان کو لے لیا اور وہ جب انکو دیکھتا ہے مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اس کو دنیا اور آخرت میں سعید بنا دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو آکر چھوٹے بھائی کے خادموں میں داخل ہو گیا۔ فقط ؎

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

(۳۶) ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصریؒ

☆ کسی بھی تبلیغی جماعت والے سے یہ پوچھئے کہ یہ طریقہ تبلیغ جو آپ نے اختیار کیا ہوا ہے وہ کس کا ہے؟ فوراً جواب ملے گا کہ یہ طریقہ صحابہ کرام کا ہے، لیکن مولوی الیاس کی بھی سنیئے آپ نے (مولوی الیاس نے) فرمایا کہ:
اس تبلیغ کا طریقہ مجھ پر خواب میں منکشف ہوا (ملفوظات الیاس) مولوی الیاس لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ اگر کسی سے کام کو نہیں لینا چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کرلیں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا، اور کرالینا چاہے تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہوسکے۔ (مکاتب الیاس)

☆ آپ نے (مولوی الیاس نے) فرمایا کہ اللہ کا ارشاد كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط کی تفسیر خواب میں القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو۔ (ملفوظات الیاس)
ایک بار فرمایا (مولوی الیاس نے) کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ بعض کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت ومجاہدے سے نہیں ہوتی کیونکہ ان کو خواب میں علوم صحیحہ القا ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے، پھر ترقی کیوں نہ ہو علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے قرب بڑھتا ہے، اسی لئے ارشاد ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ط. پھر فرمایا آج کل خواب میں مجھ پر علم صحیحہ کا القا ہوتا ہے، اس لئے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے۔ (ملفوظات الیاس)

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مولوی الیاس کا مقصد بھی تبلیغ تھا
، ہم خود اگر اس پر رائے زنی کریں تو بات جانبدارانہ کہلائے گی، اس لئے اس مسئلے پر الیاس صاحب ہی روشنی ڈالیں تو بہتر ہوگا۔
چلئے ان ہی کی رائے سن لیجئے کہتے ہیں کہ:۔

ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ (تبلیغی جماعت) تحریک صلوٰۃ ہے، میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ہے بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے، (دینی دعوت)

کیوں پیدا کرنی ہے؟ کیا انگریز اسی غرض سے تو مالی اعانت نہیں کرتا تھا؟

مولوی یوسف، مولوی زکریا، اور مولوی منظور نعمانی تبلیغی جماعت کے اہم ستون تصور کیے جاتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے اکابرین میں مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتی وغیرہ شامل ہیں، خود مولوی الیاس لکھتے ہیں کہ:
''حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے، بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو، کہ اس طرح ان کی تعلیم ہو جائے گی۔'' (ملفوظات مولانا الیاس) اسی طرح دوسری جگہ مولوی الیاس لکھتے ہیں کہ:
''حضرت گنگوہی (رشید احمد گنگوہی) اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے۔ (ملفوظات الیاس)

مقدار میں پانی نکال دیا مگر پانی میں بدبو بدستور تھی۔ وہ پھر عالمِ دین کے پاس آئے اور ماجرا سنایا۔ عالمِ دین نے پوچھا کہ تم نے کُتے کو پہلے نکالا یا کُتا ابھی تک کنویں ہی میں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے کُتا تو نہیں نکالا۔ عالمِ دین نے کہا کہ جب تک کنویں سے کُتے کو نہیں نکالو گے اس وقت تک خواہ کتنی مقدار میں پانی نکالتے رہو' بدبو برقرار رہے گی۔ پہلے کُتا کنویں سے نکالو پھر اتنی مقدار میں پانی نکالو پھر دیکھنا کہ بدبو جاتی ہے یا نہیں!

قارئینِ محترم! کچھ یہی معاملہ دیوبندی وہابی تبلیغی گروپ کا ہے۔ جب تک یہ لوگ اصل وَجہِ نزاع کو ختم نہیں کرتے' غلط اور کفریہ عبارات کے قائل اور قابل ہونے کا انکار نہیں کرتے' لاکھ وضاحتیں کرتے رہیں' جھگڑا جُوں کا تُوں ہی رہے گا۔

لگے ہاتھوں ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ جھوٹ' کِذب بیانی' دروغ گوئی اور حقیقت سے چشم پوشی اور دوسروں کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی مذموم کوشش کرنا ان کی عادت ہے۔ غالباً ان کا خیال ہے کہ دنیا میں باقی سب اندھے بہرے بستے ہیں۔ ذرا ان کے جھوٹ کی کچھ مثالیں ملاحظہ فرمایئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ یہ دیوبندی وہابی کس قدر جھوٹے ہیں۔

❑ "جوہانس برگ سے بریلی" پارٹ ۱ کے صفحہ ۲ پر ہے کہ "علمائے دیوبند کا محمد بن عبدالوہاب نجدی (وہابی فرقے کے امام) سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے مشن سے انہیں کوئی سروکار نہیں' نہ ہی وہ ان کا روحانی قائد ہے' نہ ہی ان کی اس سے ملاقات ہوئی بلکہ علمائے دیوبند' اہلِ سنت وجماعت ہیں اور حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔" (☆)

اس عبارت میں علمائے دیوبند کے لیے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ وہابی نہیں ہیں اور امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ اس کا جواب خود علمائے دیوبند کی تحریروں سے حاضر ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

مشہور دیوبندی مناظر محمد منظور نعمانی کی کتاب "شیخ محمد بن عبدالوہاب اور

☆ یعنی ان کے نزدیک بھی یہ تسلیم اور طے شدہ بات ہے کہ "وہابی" اسے کہتے ہیں جو ابنِ عبدالوہاب سے کسی طور وابستہ یا اس کا حامی ومقلد ہو۔

ہندوستان کے علمائے حق" شائع ہوئے دس برس سے زیادہ مدت ہوگئی' اس کتاب پر شیخ محمد زکریا کاندھلوی اور قاری محمد طیب صاحب کی تصدیق و توثیق بھی ہے اور اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور علمائے دیوبند کے درمیان کوئی نظریاتی اختلاف وغیرہ نہیں بلکہ نجدی وہابی اور دیوبندی ایک ہی ہیں۔ نعمانی صاحب کی اس کتاب پر میں اپنی اس تحریر میں کوئی تبصرہ نہیں کر رہا' میرا مقصد جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا جھوٹ اپنے قارئین پر واضح کرنا ہے تاکہ قارئین جان لیں کہ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو جھوٹ سے کس قدر رغبت ہے۔ ان کے علماء اور بڑے خود کو وہابی ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو جنوبی افریقا میں بیٹھے جھوٹ بولنے لکھنے سے فرصت نہیں۔ قارئینِ کرام' اکابر علمائے دیوبند کی مزید کچھ تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔

"اِس لقب (وہابی) کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کا تابع یا موافق۔" (امداد الفتاویٰ' ص ۲۳۳ ج ۵' مطبوعہ تھانہ بھون)

دیوبندیوں کے امام جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں "محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں' ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱ ج ۱' تالیفات رشیدیہ' ص ۲۴۲)

قارئین کرام! ابنِ عبدالوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب خود علمائے دیوبند کی اپنی عبارات' ابنِ عبدالوہاب نجدی کے متعلق ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ فرمائیں کہ ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

علمائے دیوبند کے عقائد کی کتاب "المہنّد" (مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ' دیوبند) صفحہ ۱۸ میں ہے :

"بارھواں سوال : محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا' مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف

کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہلِ قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو' یا کیا مشرب ہے؟

جواب : ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحبِ دُرِّ مختار نے فرمایا ہے اور (ابنِ عبدالوہاب اور اس کے پیروکار) خوارج (کی) ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ ' نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے' اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہلِ سنت اور علماءِ اہلِ سنت کا قتل مُباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔"

فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں ہے کہ "ان کے عقائد عمدہ تھے" اور المہنّد کی عبارت میں ہے کہ "ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو' وہ مشرک ہے۔ اور ان کے عقیدہ کے خلاف اہلِ سنت تھے اسی لیے ان کے نزدیک اہلِ سنت اور علمائے اہلِ سنت کا قتل مباح تھا"۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک تمام اہلِ سنت کو مشرک سمجھنا اور ان کا قتل جائز اور حلال جاننا یہ عمدہ عقیدہ ہے نیز گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ "وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں" اور دیگر سب علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ "وہ خارجی اور باغی تھے"۔ معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک خارجی اور باغی' اچھے ہوتے ہیں۔

مزید ملاحظہ ہو۔ حسین احمد صاحب مدنی' صدر مدرس دارالعلوم دیوبند' فرماتے

ہیں۔ "صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چوں کہ خیالاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہلِ سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا' ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا' ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا' ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اس نے تکلیفِ شاقہ پہنچائیں' سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے' بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی' خوں خوار فاسق شخص تھا۔"

اب اگر گنگوہی صاحب سچے ہیں تو حسین احمد مدنی جھوٹے ہیں اور اگر حسین احمد مدنی سچے ہیں تو گنگوہی صاحب جھوٹے قرار پاتے ہیں' فیصلہ ان دونوں کے ماننے والوں پر ہے۔

گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ ان (نجدیوں) کے عقائد عمدہ تھے۔ کتنے عمدہ تھے؟ اس کا بیان' دیوبند کے صدر مدرس جناب حسین احمد مدنی کی تحریر سے ملاحظہ ہو' انہوں نے سلسلہ وار بطور نمونہ ان نجدیوں کے چند عقیدے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" (مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ' راشد کمپنی' دیوبند) میں تفصیل سے لکھے ہیں' وہ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ "محمد ابن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہلِ عالَم و تمام مسلمانانِ دیار' مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا' ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔" (الشہاب الثاقب' ص ۴۳)

۲۔ "نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے' بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔" (ص ۴۵)

۳۔ "زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوریِ آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے' اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے۔ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ' ان کا مستدل ہے' بعض ان میں کے سفرِ زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ' زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔" (ص ۴۵)

۴۔ "شانِ نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں...... ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسّل دعاء میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے' معاذ اللہ' معاذ اللہ' نقلِ کفر، کفر نباشد" کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے' ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔" (ص ۴۷)

۵۔ "وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ' مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقاو خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو' بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔ (ص ۵۹)

۶۔ "وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہلِ سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے' چناں چہ غیر مقلدینِ ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں' لیکن عمل در آمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے۔" (ص ۶۲' ۶۳)

۷۔ مثلاً اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواءِ ظاہری اور

جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔" (ص ۶۴)

۸۔ "وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔" (ص ۶۵)

۹۔ "وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوۃ و سلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قراتِ دلائل الخیرات و قصیدہ بُردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و وِرد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بُردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ مثلاً

یَا اشرف الخلقِ مالِي مَن اَلوذُبہ   سواکَ عِندَ حلولِ الحَادثِ العَمِمِ

اے افضلِ مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بوقتِ حوادث۔" (ص ۶۶)

۱۰۔ وہابیہ سوائے علمِ احکام الشرائع جملہ علوم اسرار و حقائق وغیرہ سے ذاتِ سَرورِ کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔" (ص ۶۷)

۱۱۔ "وہابیہ نفسِ ذکرِ ولادت حضور سَرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔" (ص ۶۷)

قارئین حضرات! یہ گیارہ عقیدے بطور نمونہ ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ان کے اَتباع (پیروی کرنے والوں) کے خود دیوبند کے صدر مدرس حسین احمد صاحب مدنی نے لکھے ہیں جو گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ عقیدے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انتہائی گندے خبیث اور کفریہ عقیدے ان کے نزدیک عمدہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ اور اسلامی عقیدے ان کے نزدیک کفر و شرک اور بدعت ہوتے ہیں۔

خِرد کا نام جنوں رکھ دیا جنُوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

دیوبندیوں کے وہابی ہونے کا مزید اعتراف ملاحظہ ہو : اشرف السوانح، ج ا ص ۴۵ میں ہے۔ "جن دنوں اشرفعلی تھانوی صاحب مدرسہ جامع العلوم کان پور میں مدرس تھے انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ مدرسہ کے پڑوس کی کچھ خواتین شیرینی لائیں تاکہ کلام پاک پڑھ کر ایصالِ ثواب کردیا جائے۔ مدرسے کے طلباء نے ایصالِ ثواب نہ کیا اور مٹھائی ہڑپ کر گئے۔ اس پر خوب ہنگامہ کھڑا ہوگیا۔ تھانوی صاحب کو ہنگامے کی خبر ہوئی اور وہ آئے اور با آواز بلند لوگوں سے فرمانے لگے۔ "بھائی! یہاں "وہابی" رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو۔"

سوانح محمد یوسف کاندھلوی، ص ۱۹۲ میں ہے "ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔" دیوبندی تبلیغی گروپ کے بڑے شیخ محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں۔ "میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔" (سوانح محمد یوسف کاندھلوی، ص ۱۹۳، مصنفہ محمد ثانی حسنی و منظور نعمانی)

(قارئین کی توجہ کے لیے عرض ہے، جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ مدرسہ دیوبند کے صدر مدرس جناب حسین احمد مدنی نے وہابیوں کو "طائفہ شنیعہ اور خبیثہ" (برے اور پلید گندے لوگوں کا گروہ) اور گستاخ لکھا ہے اور جناب اشرفعلی تھانوی و شیخ محمد زکریا وغیرہ خود کو بڑے فخر سے وہابی لکھ رہے ہیں، ان کے اعتراف سے ان کی اصلیت و حقیقت کا قارئین خوب اندازہ کرلیں گے۔)

دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب، دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ "گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص (تھانوی) وہابی ہے اس کے دھوکے میں مت آنا مگر چوں کہ من وجہ عوام سے موافقت عملی تھی اس لیے کسی کی بات نہ چلی اب چوں کہ شرکتِ عملی کا بھی ارادہ نہیں تو دِقتیں ضرور پیش آویں گی۔" تھانوی صاحب میلاد کے جلسوں میں منافقت یا تقیہ کرتے ہوئے شریک ہوتے تھے تو عام لوگوں نے ان کا وہابی ہونا تسلیم نہ کیا مگر خود تھانوی صاحب کہہ

رہے ہیں کہ اب میلاد کے جلسوں میں نہیں جاؤں گا تو یہ بات پکی ہو جائے گی کہ "یہ شخص تو وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔" (تذکرۃ الرشید، ص ۱۳۵ ج ا)

جناب ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب "دینی دعوت" میں تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب کے متعلق یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ۱۹۳۸ء میں جب وہ حج کے موقعہ پر حجاز گئے ہوئے تھے تو تبلیغی جماعت کے سلسلے میں انہوں نے اپنے ایک وفد کے ساتھ سلطانِ نجد سے ملاقات کی تھی۔ سلطان سے ملاقات کے سلسلے میں تیاریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قرار پایا کہ پہلے اغراض و مقاصد کو عربی میں قلم بند کیا جائے، پھر سلطان کے سامنے پیش کیا جائے۔ مولانا احتشام الحسن، عبداللہ بن حسن شیخ الاسلام اور شیخ بن بلیہد سے اپنے طور پر ملے۔ دو ہفتہ کے بعد (۱۴ مارچ ۱۹۳۸ء) کو مولانا (محمد الیاس)، حاجی عبداللہ دہلوی، عبدالرحمان مظہر شیخ المطوفین اور مولوی احتشام الحسن صاحب کی معیت میں سلطان کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ جلالتہ الملک نے بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر استقبال کیا اور اپنے قریب ہی معزز ہندی مسلمانوں کو بٹھایا۔ ان حضرات نے تبلیغ کا معروضہ پیش کیا جس پر سلطان نے تقریباً چالیس منٹ تک توحید و کتاب و سنت اور اتباع شریعت پر مبسوط تقریر کی، اس کے بعد بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر رخصت کیا۔ اگلے روز سلطان نے نجد کا قصد کیا اور ریاض کے لیے روانہ ہو گئے۔" (محمد الیاس اور دینی دعوت، ص ۹۷، ۹۸، مطبوعہ مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی)

سلطان نجد کے دربار سے خوشنودی کا پروانہ حاصل کر چکنے کے بعد اب ضابطہ کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں۔

"مولوی احتشام الحسن نے مقاصدِ تبلیغ کو اختصار کے ساتھ نوٹ کر کے شیخ الاسلام رئیس القضاۃ (چیف جسٹس) عبداللہ بن حسن (جو ابنِ عبدالوہاب نجدی کی اولاد میں ہیں) کے یہاں پیش کیا۔ مولانا (محمد الیاس) اور مولوی احتشام صاحب ان کے

یہاں خود بھی گئے۔ انہوں نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہر بات کی خوب تائید کی اور زبانی ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا۔" (دینی دعوت' ص ۹۸)

جذبہ انصاف کو درمیان میں رکھ کر غور فرمایئے! پوری کارروائی کے بیان میں یہ ہر شخص واضح طور پر محسوس کر سکتا ہے کہ سلطانِ نجد کے سامنے پیش کرنے کے لیے تبلیغی جماعت کے اغراض و مقاصد کا جو مسودہ عربی زبان میں تیار کیا گیا تھا' پوری کارروائی کے ساتھ اسے بھی نقل کر دینے میں آخر کون سی مصلحت مانع تھی؟ لیکن ہزار پردہ ڈالنے کے بعد بھی اب یہ حقیقت چھپائی نہیں جاسکتی کہ قصرِ حکومت سے جن اغراض و مقاصد کی خوب خوب تائید کی گئی اور جن امور کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں پوری پوری ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا گیا' وہ بالکل وہی تھے جنہیں لے کر نجدی قوم اٹھی تھی اور عشق و ایمان کی لازوال حرمتوں اور اسلام کی زندہ جاوید یادگاروں کو خاک و خون میں ملایا گیا تھا۔ کیوں کہ یہ بات ایک معمولی عقل کا آدمی بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ وہ اغراض و مقاصد ذرا بھی نجدی مذہب کے مزاج سے مختلف ہوتے تو نجدی حکومت کا شیخ الاسلام اور قاضی القضاۃ (جس کی رگوں میں ابنِ عبدالوہاب نجدی کا خون رواں دواں تھا' وہ) ہرگز کسی طرح کی امداد و اعانت کا وعدہ نہ کرتا۔

وہابی نجدی گروہ کے ساتھ تبلیغی جماعت کے فکری و اعتقادی اشتراک اور باہمی اعتماد و تعاون کے رشتے کا ایک تازہ ثبوت اور ملاحظہ فرمایئے' جناب محمد الیاس کے عہد کی کہانی کے بعد اب ان کے بیٹے محمد یوسف صاحب کے زمانۂ خلافت کی کہانی ملاحظہ ہو۔

جناب ابوالحسن علی ندوی کی سرکردگی میں دہلی سے نجد کے لیے روانہ ہونے والے ایک تبلیغی وفد کی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب محمد یوسف کاندھلوی کا سوانح نگار اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ (ریاض میں حکومتِ سعودیہ کے عمائدین کے ساتھ وفد مذکور کے گہرے روابط کا حال پڑھیے)

"شیخ عمر بن الحسن آل شیخ جو شیخ محمد ابن عبدالوہاب (نجدی) کی اولاد میں ہیں نیز

پاراچنار (مانیٹرنگ ڈیسک) اورکزئی ایجنسی میں پاک افغان سرحد کے نزدیک ماموزئی کے علاقے میں تبلیغی جماعت کے مرکز پر بمباری کے دوران مشتبہ شدت پسندوں سمیت 65 افراد ہلاک ہوگئے۔ سیکورٹی فورسز نے مرکز پر ہونے والے اجتماع میں طالبان کمانڈرز کی موجودگی کی اطلاع پر کارروائی کی۔ اے ایف پی کے مطابق انٹیلیجنس حکام نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ جس جگہ کو نشانہ بنایا گیا وہ تبلیغی جماعت کا اہم مرکز ہے۔ ایک اور مقامی اہلکار سمیع اللہ اورکزئی نے بتایا کہ تبلیغی مرکز سمیت اسکول اور مسجد پر بھی بمباری کی گئی۔ یہ کارروائی تبلیغی مرکز میں طالبان رہنماؤں کی موجودگی کی اطلاع پر کی گئی۔ حکام کا دعویٰ ہے ہلاک ہونے والے تمام افراد مشتبہ شدت پسند ہیں تاہم آزاد ذرائع سے ہلاکتوں کی تعداد اور انکی پہچان کے بارے میں تاحال تصدیق نہیں ہوسکی ہے۔

القول البليغ

في التحذير من جماعة التبليغ

تأليف

الفقير إلى الله تعالى

حمود بن عبد الله بن حمود التويجري

رحمه الله

(١٣٣٤هـ - ١٤١٣هـ)

دار الصميعي

للنشر والتوزيع

القول البليغ

في التحذير من جماعة التبليغ

تأليف
الفقير إلى الله تعالى
حمود بن عبد الله بن حمود التويجري
رحمه الله
١٣٣٤هـ - ١٤١٣هـ

دار الصميعي
للنشر والتوزيع

وأمثالها عند أهل العلم».

ثم قال الأستاذ: «نكتة عجيبة: حكى لي حاج أن نشاط القاديانيين والتبليغيين ممنوع في مصر، ولكن نشاط الاثنين مسموح في إسرائيل، بل إن القاديانيين لهم مركز دائم في إسرائيل كما أن التبليغيين لهم تجوّلات شبه دائمة في إسرائيل، وأن القاديانيين لهم المقر الأول بقرية قاديان في الهند، والمقر الثاني لهم بربوة بباكستان، ولكن نشاطهم في صورة مراكز ومساجد منتشرة في شتى البلدان والقارات، وكذلك التبليغيون لهم المقر الأول بقرية نظام الدين بدلهي - الهند، والمقر الثاني لهم بقرية رائيوند بمقربة من لاهور بباكستان، ولكن نشاطهم في صورة تجوّلات وأربعينيات وحلقات وحكايات منتشرة كذلك في شتى البلدان والقارات بالشكل المذكور، وأن القاديانيين يخضعون لأكابرهم كما أن التبليغيين يخضعون لأكابرهم خضوعاً لا يقل عن درجات العبادة والعياذ بالله؛ فما أوضح الشبه بين وصف الجماعتين!

فالقاديانيون يعادون الجهاد بمعنى إعداد العدة واستعمال القوة.

وكل اعتماد الاثنين على نشاط الكلام والحركة التجوالية.

وكلتا الاثنتين تفرغان جهودهما على الاختلاس، والاختناس، والاصطياد، والتزلّف إلى الحكام وأصحاب الاعتبار وذوي النفوذ، واجتذابهم إلى أنفسهم، مع التجنّب عن كل صراحة، وقبولهم على جميع علاتهم، وتركهم على حالهم، وموالاتهم على كل ذلك، وموالاة كل حكم وحكومة، والاجتناب بشدة عن كل سياسة علنية.

وكذلك فإن مولد الاثنين ومنشأهما ومصدر الانطلاقتين ومأرزهما هي القارة الهندية فقط.

وكذلك فإن القاديانيين مبنى ديانتهم الجهل والإيمان بالخرافات

فهرس «القول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ»

●●●●●

التنضيد والمونتاج

دار الحسن للنشر والتوزيع

عمان: هاتف/فاكس (٦٤٨٩٧٥) ص.ب (١٨٢٧٤٢)

کا اکرام کیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ شبلی کا یہ اعزاز آپ کے ہاں کس وجہ سے ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانچوں نمازوں کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الآیۃ اور اسی برس سے اس کا یہ معمول ہے (بدیع)۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۴) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں عبدالواحد بن زید بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا، ایک شخص میرا رفیق سفر ہو گیا، وہ ہر وقت چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس کثرت درود کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ جب میں سب سے پہلے حج کے لئے حاضر ہوا تو میرے باپ بھی ساتھ تھے۔ جب ہم لوٹنے لگے تو ہم ایک منزل پر سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا منہ کالا ہو گیا۔ میں گھبرایا ہوا اٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا منہ کالا ہو رہا تھا مجھ پر اس واقعہ سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے چہرے والے جن کے ہاتھ میں لوہے کے بڑے ڈنڈے تھے مسلط ہیں۔ اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین چہرہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھو اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرہ کو سفید کر دیا۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا نام محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکے بعد سے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کبھی نہیں چھوڑا۔ (نزہۃ المجالس) میں ایک اور قصہ اسی نوع کا ابو حامد قزوینیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اور اس کا بیٹا دونوں سفر کر رہے تھے، راستہ میں باپ کا انتقال ہو گیا اور اس کا سر (منہ وغیرہ) سور جیسا ہو گیا، وہ بیٹا بہت رویا اور اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں دعا اور عاجزی کی۔ اتنے میں اس کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تیرا باپ سود کھایا کرتا تھا اس لئے یہ صورت بدل گئی لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بارے میں سفارش کی ہے۔ اسلئے کہ جب یہ آپ کا ذکر مبارک سنتا تو درود بھیجا کرتا تھا۔ آپ کی

سفارش سے اس کو اس کی اپنی اصلی صورت پر لوٹا دیا گیا۔

روض الفائق میں اسی نوع کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے وہ حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانہ کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا۔ میں دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور انا للہ پڑھی اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی تیزی سے قدم بڑھائے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھایا اور اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔ وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

۱ يَا مَنْ يُّجِيْبُ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّ فِي الظُّلَمِ — يَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلْوٰى مَعَ السَّقَمِ

۲ شَفِّعْ نَبِيَّكَ فِيْ ذُلِّيْ وَمَسْكَنَتِيْ — وَاسْتُرْ فَإِنَّكَ ذُوْ فَضْلٍ وَّذُوْ كَرَمِ

۳ وَاغْفِرْ ذُنُوْبِيْ وَسَامِحْنِيْ بِهَا كَرَمًا — تَفَضُّلًا مِّنْكَ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ

۴ إِنْ لَّمْ تُغِثْنِيْ بِعَفْوٍ مِّنْكَ يَا أَمَلِيْ — وَاخَجْلَتِيْ وَاحَيَائِيْ مِنْكَ وَانَدَمِيْ

۵ يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى الْهَادِي الْبَشِيْرِ وَمَنْ — لَهُ الشَّفَاعَةُ فِي الْعَاصِيْ أَخِي النَّدَمِ

۶ يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مُّضَرٍ — أَزْكَى الْخَلَائِقِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ. اَللّٰهُمَّ اٰتِهٖ نِهَايَةَ مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّأْمُلَهُ الْاٰمِلُوْنَ.

(قلت وذكره النووي في مناسكه باكثر منه)

اور ساری مخلوق میں سے اس کی برگزیدہ ذات ہیں اور اسکی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی رسالت کو پہنچا دیا اس کی امانت کو ادا کر دیا امت کے ساتھ پوری خیر خواہی فرمائی اور اللہ کے بارے میں کوشش کا حق ادا فرما دیا۔ یا اللہ آپ کو اس سے زیادہ سے زیادہ عطا فرما جس کی امید کرنے والے کر سکتے ہیں۔

(یہاں تک سلام کا ترجمہ ہوا)

اس کے بعد اپنے نفس کے لئے اور سارے مومنین اور مومنات کیلئے دعا کرے۔ اس کے بعد حضرات شیخین حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام پڑھے اور ان کے لئے بھی دعا کرے اور اللہ سے اس کی بھی دعا کرے کہ اللہ جل شانہٗ ان دونوں حضرات کو بھی ان کی مساعی جمیلہ جو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد میں خرچ کی ہیں اور جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حق ادائیگی میں خرچ کی ہیں۔ اُن پر بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھنا درود پڑھنے سے زیادہ افضل ہے (یعنی السلام علیک یا رسول اللہ افضل ہے الصلوٰۃ علیک یا رسول اللہ سے) علامہ باجیؒ کی رائے یہ ہے کہ درود افضل ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ علامہ مجد الدین صاحب قاموسؒ کی رائے ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ آیا ہے۔ انتہیٰ۔ علامہ سخاویؒ کا اشارہ اس حدیث پاک کی طرف ہے جو ابوداؤد شریف وغیرہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن اس ناکارہ کے نزدیک صلوٰۃ کا لفظ (یعنی درود) بھی کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ اسی روایت میں جو اوپر ابھی نمبر ۶ پر گذری ہے اس میں یہ ہے کہ جو شخص میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں۔ اسی طرح بہت سی روایات میں یہ مضمون آیا ہے اس لئے بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یعنی بجائے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وغیرہ کے اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اسی طرح اخیر تک اَلسَّلَام کے ساتھ اَلصَّلٰوة کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے اس صورت میں علامہ باجیؒ اور علامہ سخاویؒ دونوں کے قول پر عمل ہو جائے گا۔ وفاء الوفاء میں لکھا ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن الحسین سامری حنبلیؒ اپنی کتاب مستوعب میں زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں آداب زیارت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں پھر قبر شریف کے قریب آئے اور قبر شریف کی طرف منہ کرکے اور منبر کو اپنی بائیں طرف کرکے کھڑا ہو۔ اور اس کے بعد علامہ سامری حنبلیؒ نے سلام اور دعا کی کیفیت لکھی ہے اور منجملہ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِيْ كِتَابِكَ لِنَبِيِّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَاِنِّيْ قَدْ اَتَيْتُ نَبِيَّكَ مُسْتَغْفِرًا فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُوْجِبَ لِيَ الْمَغْفِرَةَ كَمَا اَوْجَبْتَهَا لِمَنْ اَتَاهُ فِيْ حَيَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اے اللہ تو نے اپنے کلام میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ارشاد فرمایا اگر وہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور پھر اللہ جل شانہٗ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنے والا رحمت کرنے والا پاتے اور میں تیرے نبی کے پاس حاضر ہوا ہوں اس حال میں کہ استغفار کرنے والا ہوں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے لئے مغفرت کو واجب کر دے جیسا کہ تو نے مغفرت واجب کی تھی اس شخص کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی زندگی میں گیا ہو۔ اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے

اس کے بعد اور لمبی چوڑی دعائیں ذکر کیں۔

9 عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رض قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِيْ فَقَالَ مَا شِئْتَ

حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ پر درود کثرت سے بھیجنا چاہتا ہوں تو اسکی مقدار اپنے اوقات دعا میں سے کتنی مقرر کروں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تیرا جی چاہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک

تبلیغی جماعت سے بچو
سعودی مفتی کا فتویٰ

باخبر حضرات جانتے ہیں کہ کچھ عرصہ قبل تبلیغی جماعت کے عقائد باطلہ و نظریات فاسدہ اور اس کی دو رنگی چال کی بنا پر سعودی عرب میں اس پر پابندی لگادی گئی تھی، اس وقت سعودی عرب کے نامور عالم و مفتی حمود بن عبداللہ کی ضخیم عربی تالیف ''القول البلیغ فی التحذیر من جماعة التبلیغ'' ہمارے پیش نظر ہے، جو ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل ہے اور ادارہ ''دار الصمیعی للنشر والتوزیع، ریاض سعودی عرب'' کی طرف سے شائع کی گئی ہے، اس کتاب میں تبلیغی جماعت اور قائدین جماعت مولوی محمد الیاس، مولوی محمد یوسف، مولوی محمد زکریا، مولوی انعام الحق اور مولوی عمر بنوری کا نام بنام رد کر کے تبلیغی جماعت کی گمراہی و بے دینی کا نمایاں کیا گیا ہیاور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ کتاب کے نام سے اظہار ہو رہا ہے۔

اہم انکشاف

سعودی مفتی نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ (سعودی عرب کی طرح) مصر میں بھی تبلیغی جماعت اور قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے، لیکن یہودیوں کے مرکز اسرائیل میں تبلیغی جماعت اور قادیانی جماعت دونوں کا داخلہ کھلا ہے اور وہاں ان کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ (کتاب القول البلیغ، ص ۲۱)